ISSN 2395 - 1494 مئی ۲۰۱۷ء May -2017

Rs.20/-

اہلِ سنت کا ترجمان

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

وعدوں کے گوشت پر آستھا کی چربی چڑھا دی گئی

نوجوان بھائی بہن اور میاں بیوی کو پریشان کرنا غلط ہے لیکن اینٹی رومیو اسکواڈ ہندوستانی سماج کی ضرورت

ارادت ہو تو دیکھ ان کو

خانوادۂ مسعودیہ خاندانِ مظہریہ کے علمی روحانی فقہی ترجمان
حضرت مفتی محمد میاں ثمر دہلوی کی زندگی کا اشاریہ

پیغام معراج شب تاریک کے بعد امیدوں
کا سورج یقیناً طلوع ہوگا

ہوا پانی اللہ کی نعمت، برباد ہم کریں
تو جھیلے گا ک

ایڈیٹر
محمد قمر الدین رضوی

راہ عمل

ہم سب سنیت کے محافظ و پاسبان ہیں

اشتیاق احمد قادری*

ہندوستان ایک سیکولر اور آزاد ملک ہے جس میں مختلف مذاہب اور مکاتب فکر کے لوگ رہتے اور بستے ہیں۔ ہندوستانی آئین کے مطابق تمام مکاتب فکر اور مذاہب کے لوگوں کو اپنے اپنے عقیدہ، مذہب اور School of thoughts پر عمل کرنے اور چلنے کا مکمل اختیار ہے۔ کسی کو کسی کے عقیدہ، مذہب اور دھرم میں مداخلت کا کوئی حق نہیں، حتی کہ بعد بلوغ کوئی ہندو مسلمان یا کوئی مسلمان ہندو کرسچن یا سکھ ہوجائے، دستورِ ہند کے مطابق اس کو مکمل اختیار ہے۔

انسداد جرائم وغیرہ سے متعلق جو آئین ودستور ہیں اس کی پابندی سب پر لازم اور انحراف جرم ہے مگر مذہب اور اسکول آف تھاٹس سے متعلق کوئی بھی دستورِ ہند کا پابند نہیں، اس لیے کہ ہندوستانی آئین میں ہر کسی کو مذہبی آزادی ہے اور ہر کسی کو اس کے عقیدہ اور دھرم کے مطابق کوئی معبد اور معبود ہے اور سبھی مذاہب کا شادی بیاہ طلاق وغیرہ سے متعلق ایک مذہبی قانون ہے جس کا اتباع اس دھرم اور مذہب کے لوگ کرتے ہیں۔ کسی ہندوستانی کورٹ، عدالت، یا کمیونٹی کو اُن کے مذہبی قوانین میں دخل اندازی کی اجازت نہیں۔ جہاں تک معاملہ رہا حقوق انسانی کا تو سب کے جان ومال، عزت وآبرو اور عبادت گاہوں کے تحفظ کے لیے تو اِن معاملات میں بھی سارے مذاہب ومکاتب فکر کے لوگ ہندوستانی قوانین کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں اور اس کی پابندی کو لازم سمجھتے ہیں۔

مگر کوئی جماعت کسی جماعت سے عقیدۃً مختلف ہو، دونوں کے نظریات مختلف ہوں پھر بھی دونوں کو ایک ہی دھاگے میں پرونا ایسے امور میں حقوق انسانی کی پامالی ہے، اس لیے کہ جب شیر اور بکری کو ایک ہی جگہ رکھا جائے گا تو لاکھ جتن کے باوجود بھی حملہ ہوگا۔ مثلاً ایک جماعت ہے جو بت پرستی کو غلط سمجھتی ہے، گناہ مانتی ہے، دوسری جماعت صحیح اور حق اور کارِ ثواب مانتی ہے، اب ایک ہی معبد میں دونوں کو آنے جانے کی اور حرکات وسکنات کی آزادی دے دی جائے تو وہ معبد معبود نہیں بلکہ میدان جنگ وجدال بن جائے گا۔ اسی لیے انڈیا قانون کے مطابق نظریاتی فطرت اور اختلافی نفسیات کے پیش نظر سب کو اپنی اپنی عبادت گاہوں میں الگ الگ کردیا گیا۔

آج کے ۱۳، ۱۴ سو سال پہلے جب شیعان علی تنظیم بنی اور شہادت امام حسین کے بعد اس تنظیم نے عظیم کارنامہ انجام دیا۔ قاتلین حسین کو چن چن کر مارا تو مذہب اسلام میں ان کی خوب سراہنا ہوئی مگر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے سو سال کے بعد جب اس تنظیم کے کارکنوں نے شیعیت کو رواج دیا، شیخین کریمین کی شان میں تبرا کیا بلکہ بے شمار دینی معاملے میں جب ان کو بدعتی اور خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ دیا، ساری دنیا کے مسلمانوں نے اس فتوے کو تسلیم نہیں کیا پھر شیعوں سے ایسا قطع تعلق کیا کہ ان کے یہاں آنا جانا شادی بیاہ کرنا، ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا، ان سے رسم وراہ رکھنا اِس طرح سارے مسلمانوں نے ناجائز وحرام سمجھا اور اس طرح سے ان سے الگ ہوئے کہ ساری دنیا کی حکومتوں کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ مسلمان دو طرح کے ہوتے ہیں ایک شیعہ مسلم اور ایک سنی مسلم۔

ہندوستانی حکومت نے بھی شیعہ اور سنی کو الگ جانا اور مانا ہے اور یہ قانون بھی بنا دیا کہ شیعہ سنیوں کے عقائد ومعمولات میں دخل نہ دیں وبالعکس اور اس قانون سے حقوق انسانی کی ایسی حفاظت ہوئی کہ مساجد ومدارس کو لے کر شیعہ وسنی میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اس لیے کہ سنی حضرات ان کی مسجدوں میں نہیں جاتے اور وہ ہماری مسجدوں میں نہیں آتے۔ دونوں اپنی الگ الگ مسجدوں اور مدرسوں میں خوش ہیں۔ سنی اپنی مسجدوں میں عبادت کرتے ہیں اور شیعہ اپنے معبد میں جو چاہیں کرتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے عقائد ونظریات کو ایسا غلط سمجھتے ہیں کہ اپنی فہرست میں لانا مناسب نہیں جانتے۔

مگر آج وہابی، دیوبندی، نیچری، قادیانی، سلفی، غیر مقلد (وغیرہ) ان سب کے عقائد ومعمولات قریب قریب ایک ہیں اور سنی حضرات

کے عقائد و معمولات ان سے بالکل الگ تھلگ اور دونوں جماعتوں کے عقائد و معمولات میں زمین و آسمان کا بلکہ اتنا فرق ہے کہ ہم ان کے اکابر کے اقوال خبیثہ اور کلمات کفریہ کی بنا پر انھیں اور ان کے تمام متبعین کو خارج از اسلام اور ضال و مضل مانتے ہیں اور وہ لوگ ہمارے عقائد و معمولات کو شرک و بدعت سے تعبیر کرتے اور ہمیں بدعتی و مشرک گردانتے ہیں۔

مگر محترم قارئین! ایک بات یہ سمجھ میں نہیں آتی کہ جب سنی حنفی بریلوی حضرات مذکورہ فرقۂ باطلہ کے نزدیک کافر و مشرک ہیں تو وہ لوگ سنیوں کی عیادت کے لیے کیوں آتے ہیں؟ ہماری نمازِ جنازہ میں کیوں شریک ہوجاتے ہیں؟ کیوں ہماری اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہیں، کیوں ہمارا ذبیحہ کھاتے ہیں، کیوں اپنی بہن بیٹیوں کا نکاح ہمارے بچوں سے کرتے ہیں کیا انھیں اللہ کے اس فرمان کی خبر نہیں: ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یومنوا. مشرکوں کے ساتھ نکاح میں نہ دو جب تک کہ ایمان نہ لے آئیں۔

کیا اُن تک سرکار کی یہ حدیث نہیں پہنچی: اِنْ مَرَضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ الخ (صحیح مسلم شریف) کہ بدمذہب بیماروں کی عیادت نہ کرو، مر جائیں تو دیکھنے نہ جاؤ۔ ملاقات ہو تو سلام نہ کرو، ان کے ساتھ بیٹھو نہیں، کھاؤ پیو نہیں، ان کے ساتھ نکاح نہ کرو، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو، ان کی اقتدا میں نماز نہ پڑھو۔ ضرور اس حدیث کو جانتے ہیں مگر پھر بھی اللہ کے فرمان اور سرکار کے ارشاد کو بالائے طاق رکھ کر ہمیں کافر و مشرک کہتے ہوئے سب کچھ کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟

بات صرف اتنی سی ہے کہ جس طرح صلاح الدین ایوبی کے عہد میں کرسچن پادریوں نے یہ جائز قرار دے دیا تھا کہ مسلمانوں کو ان کے عقائد سے منحرف کرنے کے لیے جائز ہے کہ ہماری بہن بیٹیاں اپنی عزت و آبرو کو داؤں پر لگادیں اور بظاہر اسلام قبول کر کے مسلمانوں سے نکاح کریں پھر آہستہ آہستہ ان کو اپنے مذہب میں لے آئیں۔ اسی طرح آج کے وہابی دیوبندی جو شیعوں یہودیوں سے بڑھ کر خطرناک ہیں۔ انھوں نے سنیوں کو وہابی بنانے کے لیے فرمان خداوندی اور حدیث مصطفےٰ کو بالائے طاق رکھ کر بلا کسی دلیل کے ہماری اقتدا میں نماز کو جائز کیا۔ شادی بیاہ، کھانے پینے، نماز جنازہ پڑھنے کو درست قرار دے دیا ہے تا کہ بآسانی سنیوں کو اپنے باطل عقیدے کا متبع بنایا جاسکے اور تا کہ خرابیوں کے باوجود عوام ہمیں امن و آشتی والا سمجھیں۔

الحمدللہ سنی حضرات اسلام میں کسی طرح کی مداہنت کو برداشت نہیں کرتے اور منافقت سے کام نہیں لیتے۔ اللہ کے فرمان اور احادیث مصطفےٰ پر ایسے عمل پیرا ہیں کہ چوں کہ سرکار نے منع فرمادیا ہے، اس لیے فرقۂ باطلہ کے حامیوں سے ایسے بیزار ہیں کہ ان سے سلام و کلام، ان کے ساتھ خورد و نوش، شادی نکاح سب کو گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہ اسلام میں کہیں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی کہ کسی کو مسلمان بنانے کے لیے ان کا عقیدہ تسلیم کرلیا جائے یا کسی جماعت کو متاثر کرنے کے لیے ان کے معمولات کو اپنالیا جائے۔

آج سنیوں اور باطل جماعتوں کے مابین ہر گاؤں ہر شہر ہر جگہ مساجد و مدارس کو لے کر تنازع ہے۔ آخر کیوں؟ ہم سنی حضرات تو ان کی مسجدوں کو مسجد سمجھتے ہی نہیں اس لیے ان کی مسجدوں پر قبضہ کرلینا یا اُن کی مسجدوں میں نماز کے لیے جانا ہم نے کبھی کوشش نہ کی مگر باطل جماعتوں کی ناپاک نظر ہمیشہ ہماری مسجدوں پر رہتی ہے، ان کی نماز خراب ہو رہی ہے یا نہیں۔ ان کا عقیدہ مجروح ہو رہا ہے، یا نہیں۔ حدیث مصطفےٰ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اس کی وہابیوں کو چنداں فکر نہیں بس کسی طرح لوگ ان کے دام فریب میں پھنستے رہیں، ان کی جماعت کو فروغ ملتا ہے بس ان کا منشا صرف اتنا ہی ہے۔

سنی وہابی کے مابین تنازعات ہر آئے دن پروان چڑھ رہے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اولاً تو یہ کہ سیکولر ملک میں سیکولرازم کی خلاف ورزی کی جارہی ہے، آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ سینٹرل وقف بورڈ نے کامن بائیلاز کا جو قانون بنایا ہے کہ مسجد کے حدود میں جتنے بھی مسلمان بستے ہیں چاہے وہ سنی ہوں یا تبلیغی وہابی ہوں یا غیر مقلد، ۱۸ سال کے اوپر کسی کو بھی مسجد کی انتظامیہ کا ممبر ہونے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ ہر کسی کو نماز پڑھنے کا اور اپنے اپنے طور طریقہ سے عبادت کرنے کا حق حاصل ہے۔ بورڈ نے صرف مسلمانوں کو دو گروپ میں تقسیم کیا ہے شیعہ اور سنی۔

اب ظاہری بات ہے کہ مسجد سنیوں کی ہے، مسجد انتظامیہ کے سب اراکین سنی ہیں اور یہ تسلیم شدہ ہے کہ سنیوں کے عقائد و نظریات اور معمولات وہابی عقائد سے بالکل متفاوت ہیں۔ جس چیز کو ہم جائز

کہتے ہیں، وہابی اس کو ناجائز وحرام کہتا ہے۔ ہمارے سلام وقیام، تعظیم واحترام، فاتحہ وانگوٹھا بوسی سے انھیں اختلاف ہے۔ اقامت کے وقت حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہونے کو ہم ناجائز جانتے ہیں اور وہابیوں نے اس کو اپنا ایمان وعقیدہ بنالیا ہے۔ ہم مسجدوں میں فاتحہ، میلاد واعراس کی محفلیں سجاتے ہیں۔ وہابی گناہ سمجھتا ہے، ہم جن بدمذہبوں یا جن عقائد کی تردید کرتے ہیں وہابی انھیں کو اپنا مذہبی پیشوا، ایمان وعقیدہ بنائے ہوئے ہیں۔

اب بتائیے ہمارے اور ان کے عقائد ونظریات میں جب اس قدر اختلاف ہے تو ایک ہی جماعت، انجمن یا مسجد مدرسہ میں سب کو بلاتفریق سنی ووہابی کے جمع کر دینا، یہ فتنہ وفسادات کو جنم دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ روزانہ سنی وہابی کا جھگڑا ہوتا ہے، کاش سوجھ بوجھ رکھنے والے اگر یہ قانون بناتے کہ جب دونوں جماعتوں کے عقائد و نظریات نہیں ملتے تو الگ الگ رہو! کوئی کسی کے مساجد ومدارس میں دخل اندازی نہ کرے تو ایک حد تک فتنہ وفساد ختم ہو جاتا۔

اپنے آپ کو تعلیم یافتہ اور فتنہ وفساد مٹانے والا کہنے والے لوگوں نے ہی دونوں جماعتوں کو ایک ساتھ رکھ کر کبھی نہ ختم ہونے والے فتنہ وفساد میں مبتلا کر دیا ہے۔ آج علمائے اہل سنت پر یہ بہتان لگا رہے ہیں کہ فتنہ وفساد علما کرواتے ہیں حالاں کہ علما حضرات انسدادِ فتنہ ہی کے لیے اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ انھیں ہم سے الگ رکھو اور ہمیں ان سے تاکہ فتنہ ختم ہو جائے۔ آج جب دو سگے بھائیوں میں یا تجارت کے دو شریکوں میں نظریات مختلف ہو جاتے ہیں تو سب یہی مشورہ دیتے ہیں کہ یا تو نظریات میں تبدیلی لاؤ ورنہ الگ ہو جاؤ تاکہ فتنہ نہ ہو مگر یہاں پر ایسا مشورہ دینے والوں کو فتین اور فسادی کہا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب شیعوں کی گمراہیت سے علمائے حق نے لوگوں کو مطلع کیا اور ان سے تعلقات منقطع کرنے کو قرآن واحادیث کی روشنی میں لازم بتایا تو لوگ اجتماعی طور پر ان سے ایسے الگ ہوئے کہ حکومتوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ مسلمان دو طرح کے ہوتے ہیں ایک سنی مسلم، دوسرا شیعہ مسلمان مگر ایک ہم ہیں کہ علمائے حق نے وہابیوں اور سارے باطل فرقوں کی گمراہیت اور بدمذہبیت سے ہمیں مطلع کیا، ساری دنیا کے مسالک اربعہ کے مفتیان کرام نے قرآن واحادیث کی روشنی میں گمراہ وگمراہ گر بتایا، کتابیں شائع ہوئیں ۔ الصوارم الہندیہ اور حسام الحرمین کو دیکھیں کہ ساری دنیا اور عرب وعجم کے سارے مفتیان کرام نے بدمذہبیت کا فتویٰ دیا، ان سے تعلق منقطع کرنے کو قرآن واحادیث کی روشنی میں لازم وضروری بتایا مگر ہم ہیں (الا ماشاء اللہ) کہ سب لوگ ان بدمذہبوں سے اپنے تعلقات اُستوار رکھے ہوئے ہیں، ان کے یہاں شادی کرنا آنا جانا، کھانا پینا، ان سے گھلے ملے ہوئے ہیں کہ حکومتیں ماننے کو تیار نہیں کہ سنی وہابی الگ الگ جماعتیں ہیں۔ اس لیے کہ وہ ہماری نشست وبرخاست اور رشتہ داریاں جو ہیں اسے دلیل بناتے ہیں۔ کاش ہم وہابیوں سے ایسے ہی دور ہو جائیں جیسے شیعوں سے دور ہیں تو شاید حکومتیں غور کریں پھر ہمیں اور انھیں علیحدہ علیحدہ رکھیں، گویا کہ قصور ہمارا ابھی ہے۔

آپ بھی ملاحظہ کرتے ہوں گے کہ وہابی دیوبندی عقائد کے حاملین ومعتقدین امیر ہوں یا غریب، تاجر ہوں کہ نوکر، آفیسر ہوں یا ڈاکٹر، چانسلر ہوں یا کونسلر اور منسٹر سب اپنے عقائد میں بڑے متعصب ہوتے اور اپنے عقائد کے تحفظ وارتقاء کے لیے ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں مگر سنی عقائد ومعمولات کے معتقدین جو امیر ہو جاتے ہیں یا کوئی عہدہ مل جاتا ہے (الا ماشاء اللہ) تو سب کے سب صلح کلیت کی بول بولنے لگتے ہیں اور سنی وہابی میں کوئی فرق نہیں سمجھتے بلکہ ہر حاجی نمازی عقیدہ کچھ بھی رکھے ان کی نظر میں مسلمان ہے۔ شریعت کیا ہے، عقیدہ کیا ہے، اس سے ان کو کچھ مطلب نہیں۔ یہ، یا تو دولت، وعہدہ کا نشہ ہے یا انبیا واولیا کی محبت وعقیدت کیا چیز ہے، یہ سمجھنے سے قاصر ہیں یا پھر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب غریبوں اور جاہلوں کے ماننے اور عمل کرنے کی چیز ہے ہم تو اس سے بہت بالاتر ہیں۔

بارہا میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ تو اتنے بڑے ڈاکٹر، چانسلر، یا بزنس مین ہیں اور اتنے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں، آپ کو ان دقیانوسی خیالات میں نہیں پڑنا چاہیے۔ آپ جیسی عظیم شخصیت کو عقائد ونظریات کے دلدل میں پھنس کر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے اور ایسے لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ سنی اور وہابی میں کوئی تفریق نہیں کرتے، کسی کے بھی پیچھے نماز پڑھ لیتے اور کہیں بھی شادی کر لیتے۔

اور جو اُن سے بھی ہائی اسٹیٹس کے لوگ ہیں ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ ہندو مسلم کرسچن میں بھی تفریق نہیں کرتے۔ کہیں پوجا پاٹھ

کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں مذہب غیر کی لڑکیوں سے ان کے رسم ورواج کے مطابق شادی رچاتے دیکھے جاتے ہیں گویا کہ مذہب تو دور کی بات ہے وہ انسانوں میں بھی کوئی تفریق نہیں کرتے۔ سب انسان ایک، سب کا مذہب اچھا اور انسانیت کو ٹھیس نہ پہنچے اس لیے سب کے دھرم کی پیروی وقت کی ضرورت کے تحت کر لیتے ہیں۔

حالاں کہ اسلام میں مال ودولت جاہ وحشمت کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ،اللہ کا فرمان ہے :وَلَوْلَآ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (پارہ ۲۵ رکوع ۹) اگر ایسا نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے لیے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے۔دین اسلام میں اہمیت حاصل ہے تقویٰ وپرہیز گاری کو۔اللہ کا فرمان ہے:اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ اللہ کے ہاں عزت والے وہی ہیں جو پرہیز گار ہیں اور حضرات! تقویٰ نام ہے سرکار اور سرکار کے ارشادات کا احترام کرنے کا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اے مومنو! نبی کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو، ورنہ تمھارے اعمال کہیں اکارت نہ ہو جائیں پھر فرماتا ہے: ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ ۔ الخ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہی ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔مطلب یہ ہے کہ مال ودولت جاہ وحشمت یہ کوئی چیز نہیں۔ شریعت میں اور جناب باری تعالیٰ میں وہی عزت والا ہے جو پرہیز گار اور شریعت کو ماننے والا ہے اور ہم سنی بھی اسی کو محترم جانتے ہیں جو اللہ ورسول کی بارگاہ میں محترم ہیں۔

آج کچھ لوگ اپنے آپ کو بہت گریٹ مسلمان سمجھتے ہیں۔ برجستہ کہتے ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے مسجد میں ہر کسی کو اپنے عقیدے کے حساب سے بندگی کرنے کا حق ہے کسی کو روکا نہیں جا سکتا بلکہ روا بھی نہیں کہ روکا جائے۔ یہ ان گریٹ (Great) مسلمانوں کی شریعت ہے ورنہ اسلامی شریعت اور شریعت مصطفوی کو دیکھتے تو ضرور قرآن وحدیث میں پاتے کہ سرکار نے منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد کو تڑوا دیا ، یہ بات بھی شریعت مصطفوی میں انھیں ملتی کہ ہمارے سرکار نے نام لے لے کر درجنوں منافقوں کو مسجد سے بھگا دیا اور یہ بھی پاتے کہ مفتنوں اور فسادیوں کو مسجد میں آنے سے روک دو۔

مگر افسوس کہ انھیں اپنی خود ساختہ شریعت کے سامنے شریعت مصطفےٰ کی کوئی اہمیت نہیں۔ میں ایسے گریٹ اور جدید نظریات کے حامل مسلمانوں کو دعوت دوں گا کہ اگر آپ کی خود ساختہ شریعت آپ کے دماغ سے صحیح ہے تو جائیے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ! وہاں پر خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی شریف میں تعینات پولیس اور سعودی ملاؤں کو بتایئے اور سمجھایئے کہ یہ اللہ کا گھر ہے، ساری دنیا سے مختلف نظریات کے کلمہ گو مسلمان آتے ہیں، سب کو اپنے عقیدے اور نظریات کے مطابق عبادت کا حق ہے۔ کون سلام پڑھ رہا ہے، کون جالی مبارک کو بوسہ دے رہا ہے اور ہاتھ پھیلائے دعا کر رہا ہے، کون فاتحہ خوانی کر رہا ہے، آپ کے لیے کسی کو روکنے کا حق نہیں، اس لیے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے سرکار سب کے نبی ہیں، سب کے ماننے اور احترام کرنے کا طریقہ الگ الگ ہے۔ آپ لوگ اللہ کے گھر میں کسی کو بھی ان کے طور طریقے اور ان کے معمولات سے نہیں روک سکتے مگر وہاں پہنچتے ہی ایسوں کی شریعت ہچکیاں لینے لگتی ہے۔

وہابیوں کو دیکھیے وہ اپنے عقائد میں اتنے پختہ ہوتے ہیں کہ اپنی مسجدوں میں اپنے ہی طور طریقے پر عبادت کرنے پر مجبور کرتے ہیں مگر بیچارے سنی ہیں کہ ان کی مسجدوں میں کوئی بھی آ کر من مانی کرے اور کوئی متصلب سنی منع کرتا ہے تو آپس میں دست بگریباں ہو جاتے، وہابی دیوبندی ہماری مسجد میں تکبیر کے وقت کھڑے رہتے ہیں ہیں وہابی زور سے آمین کہتا ہے (وغیرہ) مگر ہم ان کی مسجد میں اپنا عمل چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ تو محض مرعوبیت ہے، توسیع نہیں۔

آج ہوتا کیا ہے آپ دیکھیے شہروں میں مسجدیں وقف بورڈ میں رجسٹرڈ ہوتی ہیں اور مسجد کی انتظامیہ کمیٹی منتخب باڈی ہوتی ہے، ہر ۳ سال پر صدور واراکین کا الیکشن ہوتا ہے۔ مسجد سے متعلقہ تمام لوگ ووٹنگ کرتے ہیں۔ سنی وہابی ہر کوئی بورڈ قانون کے مطابق الیکشن لڑ سکتا ہے۔ مسجد میں سنیوں کی اکثریت ہے مگر سنیوں کی جگہ چند وہابیوں میں سے ایک ممبر شپ کا الیکشن لڑ گیا اور جیت کر ممبر ہو گیا، اختلاف شروع۔ مولانا کے بولنے پر پابندی ہر کسی کا خواہ سنی ہو یا وہابی سب کا نکاح وجنازہ پڑھانا ضروری۔ انکار کیے تو وقف بورڈ قانون کے مطابق محروم۔ معاملہ پولیس اسٹیشن یا کورٹ تک گیا تو ڈگری ان کی ہوتی ہے ،اس لیے کہ قانون ان کے حق میں ہے۔ (بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۲ کا) سنیوں کو وارننگ دی جاتی ہے کہ آئندہ کسی کا نکاح یا جنازہ پڑھانے کا منکر ہوئے تو سزا کے مرتکب ٹھہرو گے۔ تمھاری ممبر شپ، کینسل کر دی جائے گی (وغیرہ وغیرہ) پھر دوسرا الیکشن ہوا، اب کی بار وہابیوں کے چار ممبر آ گئے۔ سنیوں کی لاپروائی اور آپسی خلفشار، صلح کلیت والوں کے سپورٹ سے ایک دن ایسا آتا ہے کہ اکثر اراکین وہابی اور صلح کلی کے ہو جاتے ہیں۔ مسجد چلی گئی ان کی تحویل میں پھر امام ان کا، سارا سامان ان کا، شریعت لاکھ کہے کہ بدمذہبوں کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ نکاح میں شرکت نہ کرو، ان کو رکن نہ بناؤ، ان کو مسجد میں آنے سے روکو مگر ملکی سماجی قانون، شریعت پر حاوی ہو جاتا ہے اس لیے کہ ہم شریعت کی حفاظت جو نہیں کر پا رہے ہیں۔

اگر سنیت اور سنی مدارس و مساجد کی حفاظت کی فکر ہے تو سب سے پہلے وہابی اور تمام فرقۂ باطلہ سے تعلق منقطع کریں اور اس طرح منقطع کریں کہ ہمارا انقطاع ہی اِس بات کا ثبوت بن جائے کہ وہابی دیوبندی ہمارے جیسے مسلمان نہیں۔ دوسرا کہ یہ جو قانون ہمیں اور بد مذہبوں کو ایک ہی دھاگے میں پرونا چاہتا ہے، اجتماعی طور پر اِس قانون کے خلاف احتجاج کریں اور مانگ کریں کہ ہماری مسجدوں میں انھیں آنے سے روکا جائے۔ تیسرا یہ کہ فروعی اور شرعی اختلافات کو ختم کیا جائے۔ ہر سلسلہ کے لائق و فائق شیخ کا احترام کیا جائے۔ فروعی مسائل کو بیٹھ کر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ کبر و نخوت کو تین طلاق دیا جائے۔ چھوٹے بڑوں کو محترم جانیں اور بڑے چھوٹوں پر شفقت کریں۔ علما و مشائخ خود ایک دوسرے کی قدر کریں تاکہ عوام کی نگاہ میں سب محترم ہوں، سب مل کر اجتماعی طور پر غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہنے کی عادت بنالیں۔ تعصب کو اپنی جانب راہ نہ دیں۔ سنیت اور شریعت کی خدمت اخلاص کے ساتھ کی جائے۔

جماعت کے محققین، مصنفین اور مقررین کی حوصلہ افزائی کی جائے، کبھی فطرت انسانی کی بنا پر زبان و قلم دھوکا کھا جائے تو مصلحانہ رویہ اختیار کیا جائے نہ کہ تذلیل و تکفیر کی بوچھار شروع کر دی جائے۔ کسی کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ جو بات حق اور صحیح ہے بلا چوں و چرا تسلیم کر لیا جائے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنیت کو فروغ عطا فرمائے۔ آمین

☆ انکولہ ضلع کاروار، کرناٹک، 9845569572